سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ...

الحکم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر

بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۳
خواص سے ۱۰
ہندوستان سے باہر ۴
غیر مذاہب غیر مستطیع
احباب سے ۱۲

قادیان دار الامان کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ کی ہر ماہ انگریزی کی تاریخ شایع ہوتا ہے

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹرز محمد مبارک اسماعیل بی۔اے
محمود ابن تراب

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد (۱۸) | مورخہ ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری نبوی صلعم | نمبر ۱۶

حضرت فضل عمرؓ خلیفہ ثانی کی خدمات

نمبر (۲)

میں گذشتہ نمبر میں اس بات کو کھول کر بیان کر آیا ہوں۔ کہ خلافت یا نبوت کسی خدمت کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا گو یہ امر ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے پہلے خدمات بھی ہوں۔ اس اصل کو میں اس لئے پیش نہیں کرتا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوئی خدمت سلسلہ کی نہیں کی۔ بلکہ اس کی شاندار خدمات کی جو پہلو میں پیش کر رہا ہوں انکی نظیر اس وقت کسی دوسرے کے خدمات میں مل نہیں سکتی۔

ایک شخص نادانی سے کہتا ہے کہ تم میں سے بعض کی ابھی اتنی عمر نہیں جو ہماری بیعت کا زمانہ ہے میں نہیں جانتا اس قسم کی لاف زنی سے کیا حاصل؟ اس سے اس کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ حضرت خلیفہ ثانی کی چھوٹی عمر پر اعتراض کرے۔ اسے اگر اسلامی تاریخ سے واقفیت ہوتی تو معلوم ہو جاتا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں کس عمر کے نوجوان افسر بنا دیئے جاتے تھے۔ اور ان کی ماتحت کس عمر کے بزرگ ہوتے تھے!

کیا انہیں معلوم نہیں ہے اسامہ بن زید کس عمر میں کمانڈ دیا گیا تھا گئے تھے۔ اور ان کے ماتحت فاروق اعظم جیسا جلیل الشان انسان بھی تھا۔

میں اس مضمون پر پھر کبھی لکھنا چاہتا ہوں اس وقت مجھے حضرت فضل عمرؓ کی خدمات پر بحث کرنا ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام پر ایک زمانہ ایسا گذرا ہے۔ کہ قوم کے مدبر اور موجودہ زمانہ کے اہل الرائے فیصلہ کر چکے تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو کلیتہً بدل کر ایک دینی مدرسہ بنا دیں۔ اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں اسکے متعلق قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔ ایسے وقت مدرسہ تعلیم الاسلام جیسی انسٹیٹیوشن

کی زندگی اور موت کا سوال

ان کے سامنے تھا۔ قادیان کی کل موجودہ جماعت سوائے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم مغفور کے یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ مدرسہ کو توڑ دیا جاوے۔ اور کثرت رائے اس پر ہو چکی تھی کہ یکایک حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سب کے خلاف رائے

مدرسہ کو قائم رکھنے

کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور کی۔ میں نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام اس وقت کن حالات سے گذر رہا تھا۔ یہ مجھے بتا دینا چاہیئے۔ پس میں اس کے لئے سب سے اول اپنے محترم بھائی مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے ۷۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو میرے مخدوم اور معزز بھائی چودھری رستم علی مرحوم کے نام لکھا تھا۔ یہ ایک قسم کی ڈائری ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

مکرم چودھری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا نوازشنامہ پہونچا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سنایا۔ فرمایا لکھدو۔ خط بھی نصف ملاقات ہوتی ہے۔ اگر وہ خط لکھدیا کریں اور دعا کیلئے یاد دلا دیا کریں تو میں دعا کرتا رہونگا۔ بہت پرانے مخلص ہیں۔ فرمایا ان پر کچھ قرضہ کا بوجھ بھی ہے۔ جبتک اس سے فراغت نہیں ہوتی ملازمت کرتے رہیں بعد میں پنشن لے لیویں۔

آج پھر فرمایا کہ رات کو پھر وہی الہام پھر ہوا۔ قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا ۔

فرمایا ان فقرات کے ساتھ لگا ہوا صاف منشاء الہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پیغام رحلت آجاوے گا تو دلمیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ابھی ہمارے فلاں فلاں مقاصد باقی ہیں۔ اسکے لئے فرمایا کہ ہم سب کی تکمیل کرینگے۔ فرمایا لوگ اکثر غلطی کھاتے ہیں۔ کہ وہ چاہتے ہیں کہ سب امور کی تکمیل مامور ہی کر دے وہ بڑے بڑے امیدیں باندھ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب کچھ مامور اپنی زندگی میں ہی کر کے اٹھائے۔ صحابہ رضہ میں بھی ایسا خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ابھی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ دعوٰے تو تھا کہ کل کی طرف رسول ہوئے اور ابھی

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپکر شایع ہوا)

عرب بھی بہت ساحصہ مولوی یا حافظ ... مگر اللہ تعالیٰ نے
ان سب امور کی تکمیل آہستہ آہستہ کرتا رہتا ہے تاکہ جانشینوں
کو بھی خدمت دین کا ثواب ملتا ہے
اسی ذکر میں فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے
جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو ایک عجیب مخلص
انسان تھے۔ اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم
میں فوت ہو گئے۔ اور بھی بہت سے مولوی صاحبان ہماری جماعت
میں سے فوت ہو گئے ہیں مگر ان میں سے ... ان کا جانشین
ہم کو کوئی نظر نہیں آتا ... حضرت ...
بھی رنج ہی ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے
وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگر یہاں بھی
طالب علم نکلکر دنیا کے طالب ہی بنتے تھے۔ تو یہاں
اسکے قائم کرنیکی ضرورت ہی کیا تھی ہم تو چاہتے تھے
کہ دین کیلئے خادم پیدا ہوں۔ چنانچہ پھر بہت سے احباب کو یاد کر کے
سامنے یہ امر پیش کیا۔ کہ مدرسہ میں ایسی اصلاح ہونی چاہئے
کہ یہاں سے واعظ اور مولوی پیدا ہوں جو آئندہ ان لوگوں
کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گذرتے چلے جاتے ہیں!
کیا افسوس کا مقام ہے کہ آریہ سماج میں وہ لوگ پیدا ہوتے جو
ایک باطل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں مگر ہماری قوم جسے
خدا کو پاکر پھر دنیا کی طرف جھک رہی ہے اور دین
کیلئے زندگی وقف کرنا محال ہو رہا ہے۔ فرمایا سب سوچو کہ اس
مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان
واعظ مولوی لوگ پیدا ہوں جو دنیا کیلئے ہدایت کا ذریعہ ہوں
والسلام (خاکسار محمد علی) ۶ دسمبر ۱۹۰۵ء

جن فقرات کو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے وہ ناظرین کی خاص
توجہ چاہتے ہیں۔ اسلئے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور
ان کے تمام احباب اس خط کو غور سے پڑھیں گے مولوی محمد علی
صاحب کے اس خط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء مدرسہ
تعلیم الاسلام کے متعلق بخوبی ظاہر ہے۔ اور آپ کے بعد جو
تکمیل سلسلہ کی ہونے والی تھی۔ اس کے متعلق بھی ایک ضروری امر
پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ تکمیل بذریعہ جانشینوں کے
ہی ہوتی ہے۔

میں جماعت کو اس پر بھی توجہ دلاؤنگا۔ اور حضرت مولوی محمد علی
صاحب اور دیگر ممبران صدر انجمن سے اپیل کرونگا کہ وہ خدا کیلئے
ان نوجوانوں کے نام لیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے اس منشاء کے معلوم کر لینے کے بعد آپ کے مدرسہ تعلیم الاسلام
سے پیدا کئے گئے اور پیدا کئے جا رہے ہیں یا مدرسہ کی تعلیمی
نصاب میں ایسی ترقی کی کہ ایسے لوگ پیدا ہو سکیں۔ بہرحال
حضرت صاحب کا یہ منشاء تھا۔ چنانچہ اس خط کو نامناسب نہیں
کہ میں چند ڈائریاں بھی پیش کروں۔ ان سے یہ بھی بخوبی معلوم ہو جائیگا
کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعد کیا یقین رکھتے تھے۔
فرمایا ہمارے مخالف ہمارے خلاف افترا کرتے ہیں ... اگر

غرض یہ ہے کہ یہ سلسلہ رک جاوے۔ مگر جب خدا اسکی طرف سے ہو
تو کون روک سکتا ہے؟ مفتری کی تو مخالفت کی بھی حاجت
نہیں خدا تعالیٰ خود اس کا فیصلہ کر دیتا ہے۔
فرمایا۔ ہمارے اغراض تو یہ ہیں کہ دین کیلئے زندگی وقف کریں
لیکن ... ایسے ہی ایسے والے اغراض سے نہیں کیا۔ میں
مدرسہ کے صرف اسی امر کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت
کیلئے کام آسکے جیسے مولوی محمد علی کام کر رہے ہیں۔ مشکل یہ ہے
جو کہ زمانہ ... دنیا کی طرف جھکتا ہے آریوں نے
ایک طرف تو ذرہ ذرہ کو خدا بنا رکھا ہے باوجود اس کے کئی
پاس یافتہ اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ ابھی تک یہی
حال ہے جو مدرسہ سے نکلتا ہے اس کو یہی امور پیش آ جاتے ہیں
فرمایا لا یبقی لک من المخزیات ذکرا سے معلوم ہوتا ہے کہ رسوا
کرنیوالا ذکر باقی نہ چھوڑیں گے یعنی تیرے آنیکی علت غائی
کو پورا ہی کر دینگے۔ یہ منشا ہے۔ لیکن جسقدر امور آتے ہیں
یہ ضروری نہیں سمجھا گیا۔ کہ انکی زندگی ہی میں تکمیل ہو۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ تک ہی تھا۔ پھر رفتہ رفتہ ابو بکر عمر عثمان
رضی اللہ عنہم کے ہاتھ سے ترقیاں اور تکمیل ہوئی۔ یہانتک کہ کچھ حصہ
محمود غزنوی نے لیا۔ کچھ مغلیہ سلاطین نے جو سات سو برس تک
رہے ان کے عہد میں بھی کچھ ترقی ہوئی۔ ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر ہوئیں
جو ہندوؤں کے مقامات ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے
ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے ہاتھ پر تکمیل ہوں۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں کسری و قیصر کی خزانہ کی کنجیاں
دی گئیں حالانکہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئیں۔
فرمایا کل پھر الہام ہوا۔ قرب اجلک المقدر۔ اس پر فرمایا کہ مدرسہ کی
حالت دیکھکر دل پارہ پارہ اور زخمی ہو گیا۔ علماء کی جماعت فوت
ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی
برہان الدین فوت ہو گئے اب قائم مقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ
ہیں ان کو بھی فوت شدہ سمجھئے۔ دوسرا جیسا کہ خدا چاہتا ہے کہ تقوی
ہو اسکی تخم ریزی نہیں یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی
مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک
طالب علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔
ہزار ہا روپیہ جو قوم کا جمع ہوتا ہے وہ ان لوگوں کیلئے خرچ ہوتا ہے
جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو کہ
علماء پیدا ہوں علم دین میں برکت ہے اس سے تقوی حاصل
ہوتی ہے بجز اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نئے علم میں برکات نہیں۔
لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں لنگر خانہ کیلئے یا مدرسہ کیلئے۔ اس میں اگر
بیجا خرچ ہو تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنیوالوں
کی قسم کھائی ہے فالمدبرات امرا۔ میں ایسے آدمیوں کی ضرورت
سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک یہ بدلی ضروری
ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا ارادہ ہے اور میں
نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب سوچا ہے میرے دل کو صدمہ پہنچا
ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا کی وحی قرب
اجلک المقدر سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے
غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کیلئے لوگ تیار ہو جاویں یہ خدا تعالیٰ
کا قانون ہے۔ پہلے گذر جاتے ہیں دوسرے جانشین ہوں۔ اگر

دوسرے جانشین نہ ہوں۔ تو قوم کے ہلاک ہونیکی خبر ہے مولوی
عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوتے ہیں۔
ان کا قائم مقام کوئی نہیں۔ دوسری طرف ہزارہا روپیہ جو مدرسہ کیلئے
لیا جاتا ہے۔ پھر اس سے فائدہ کیا۔ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے
تو دنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے اصل غرض مفقود ہے میں جانتا
ہوں جب تک تبدیلی نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جماعت
ہو ... وہ نہیں ہے
دور چلے گئے ہیں ہمیں کیا غرض ہے کہ قدم بقدم ان لوگوں کے
چلیں جو دنیا کیلئے چلتے ہیں۔
فرمایا اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے وہی بہتر جانتا ہے پانچ چھ روز
سے متواتر یہی الہام ہو رہا ہے۔ انسان جن باتوں کی بابت تمنا
کرتا ہے انکی بابت چاہتا ہے کہ معلوم ہوں جنسے کراہت
کرتا ہے چاہتا ہے کہ وہ نامعلوم ہوں۔ مگر عادت اللہ یہ نہیں
کہ وہ انسانی خواہشات کی پیروی کرے۔ پانچ چھ روز سے
متواتر یہی الہام ہوتا ہے قرب اجلک المقدر۔ آج اس کے
ساتھ یہ بھی تھا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
انبیاء علیہم السلام کے متعلق سنت اللہ یہی ہے کہ وہ تخم ریزی
کر جاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ رضہ کا
اجتہاد غلط نکلا۔ وہ یہی سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سب کو فتح کرینگے۔ انہوں نے آپ کی وفات کو قبل از وقت
سمجھا۔ مگر ابو بکر کی فراست صحیح تھی۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس خط اور حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے ملفوظات سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس وقت مدرسہ
تعلیم الاسلام کو قطعاً ایک دوسرا رنگ دیدینے کی تجویز تھی۔
اور جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں جماعت اس پر متفق ہو چکی تھی۔ اس مقابلہ
پر یہ اولوالعزم نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے حضور تمام آنیوالی نسلوں کیطرف سے گویا اپیل
کی جو اس مدرسہ سے فیض پانیوالی تھیں۔ آخر مدرسہ تعلیم الاسلام کے
قیام اور بقا کا فیصلہ کل جماعت کے برخلاف حضرت صاحبزادہ
صاحب کے حق میں ہو گیا۔

آج مدرسہ تعلیم الاسلام اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کوئی زبردست انسٹیٹیوشن
ہے اور ہے تو بتاؤ۔ کیا اسے مولوی محمد علی صاحب نے زندہ رکھا۔ یا کسی انجمن
نے یا اس کو زندہ کرنیوالا یہی اولوالعزم تھا۔ اس مدرسہ کا نقشہ اگر حضرت
مسیح موعود نے بنایا تھا تو اسکی بنیادوں کو مضبوط اسی اولوالعزم نے
کیا ہے۔ اب پھر جو بھی عمارتیں بنا ہو بناؤ اور جو بھی چاہے بنائے مگر اسکی
ہستی اور بقا کے بنیادی امور میں جو ہاتھ کام کرتا دکھائی دیگا وہ اسی
نوجوان کا ہے۔ جسکو بعض نادان کہتے ہیں کہ اس کی عمر ہماری بیعت
کے زمانہ سے بھی کم ہے۔ اس قسم کی شوخی اور گستاخی خدا تعالیٰ کو
ناراض کرنیوالی ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ میں اب اس مسئلہ کو قوم
کے سامنے رکھتا ہوں کہ کیا یہ خدمت کم ہے کہ جس مدرسہ پر آج
ناز کیا جاتا ہے ایک وقت میں تم سب اس کو توڑنے پر آمادہ تھے۔ تمہاری
آنکھ اسکے شاندار مستقبل کو دیکھ نہ سکتی تھی۔ مگر صاحبزادہ صاحب کی
آنکھ نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اب دنیا کے علم دوست احباب سے پوچھو
کہ مدرسہ کو قائم رکھنیوالے کی کوئی خدمت ہے یا اسکی بجائے اسکو توڑنا چاہتے
تھے۔ یہ حقیقت میں ہمارا اور اس کا بڑا مقابلہ تھا۔ بدقسمتی سے تمہاری اس

خریداران و سرپرستان الحکم کی خدمت میں التماس!

برادران! الحکم آپ کا ایک قومی خدمتگزار ہے۔ الحکم اس وقت جاری ہوا جبکہ سلسلہ کی خبروں کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اور سلسلہ کی ابتداء تھی۔ منکرین کیطرف سے ہر قسم کی مخالفتیں کیجاتی تھیں۔ اور احمدیوں کو دکھ دیئے جاتے تھے۔

ان حالات میں سلسلہ کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کیلئے الحکم جاری کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے محض فضل کرم سے وہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں وفادار ثابت ہوا۔

ہر قسم کے ابتلاؤں میں سے گذر کر اس نے تبلیغ حق میں حصہ لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات کو اس نے محفوظ کیا۔ اور آپ کے مکتوبات و الہامات کا وہ امین ٹھہرا۔ الحکم گویا سلسلہ کی ایک زبردست اور مستند تاریخ ہے۔

میں نہیں چاہتا کہ الحکم کی خدمات کی تفصیل کروں یا اس کے ذریعہ سے جو فوائد قوم کو پہنچے ہیں ان کی تشریح کروں کیونکہ یہ واقعات ہیں اور قوم کا بہت بڑا حصہ اس سے واقف ہے۔ میں اس کے کہنے میں قطعاً مبالغہ نہیں سمجھتا کہ ہزاروں انسانوں نے الحکم کے ذریعہ اس سلسلہ کو قبول کیا

برادران ہر اصلاحی کام کے ساتھ ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے اسلئے الحکم بھی اس سے باہر نہ رہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد الحکم خطرناک مالی مشکلات میں پڑ گیا اور سال گذشتہ کے آخری حصہ میں تو اسے اپنی زندگی کو قایم رکھنا سخت مشکل ہو گیا حضرت مسیح موعود کے بلا فصل خلیفہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اعلی اللہ مقامہ کو ہمیشہ اس بات کا فکر تھا کہ **الحکم** زندہ رہے۔ میرے بعض دوستوں نے بھی الحکم کے احیاء اور بقاء کو محسوس کیا۔ مگر وہ اس کی زندگی اس رنگ میں چاہتے تھے کہ

الحکم ان کے ہاتھ میں کٹ پتلی ہو۔

مگر میں نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ الحکم ضمیر فروش ہو کر زندہ رہے اس لئے جہاں میرے ان دوستوں کو اپنے ارادوں میں مایوسی ہوئی۔ الحکم بھی ایسی امداد سے محروم رہا۔ لیکن الحکم کے سرپرست اور خریدار ہر موقعہ پر اسکی آواز کو لبیک کہتے رہے اور انہوں نے کوشش کی کہ وہ زندہ رہے۔ اسی اثناء مجھے بعض ضرورتوں کی وجہ سے قادیان سے باہر جانا پڑا۔ اور وہ ساری تجاویز جو اسکے احیاء و بقاء کے متعلق میرے دماغ میں تھیں عملی صورت اختیار نہ کر سکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ جوں جوں انکی زندگی کے ایام قریب آ رہے تھے۔ الحکم کے احیاء کیلئے کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ آخر آپ نے الحکم کی زیر باریوں کو دور کرنے اور اسکے آیندہ باقاعدہ اجراء کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور مجھ سے تمام مطالبات ذمگی الحکم اور بجٹ الحکم کی فہرست لے لی۔ اور سالانہ جلسہ پر خود آپ نے ۶ ہزار روپیہ کی اپیل کی۔ جن الفاظ میں حضرت نے اس اپیل کو کیا وہ ابتک بھی قوم کے کانوں میں گونجتے ہوں گے۔

اسی اثناء میں مجھے پھر سفر درپیش آیا۔ والا حضرت کا ارادہ تھا کہ جنوری ۱۹۱۴ء سے الحکم جاری ہو جاوے۔ مگر یہ تجویز میری واپسی تک معرض التوا میں رہی۔ ۱۴- فروری ۱۹۱۴ء کو میں واپس آکر جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے الحکم کے جاری ہونے پر ملامت کی اور سخت ملامت کی۔ میں نے صاف الفاظ میں عرض کیا کہ اس کام کو **آپ ہی نے اپنے ذمہ لیا تھا میرا کیا قصور ہے۔** اس پر آپ نے مجھے فرمایا کہ ۶ ہزار روپیہ میں دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی مفتی فضل الرحمن صاحب کو جو اس وقت موجود تھے۔ حکم دیا کہ میاں کو بلاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب بلائے گئے۔ جو مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تھے لوگوں میں عجیب تہلکہ مچ گیا۔ کہ میاں صاحب کو غیر معمولی طور پر کیوں بلایا گیا۔ اور پھر یہ کہ پرائیویٹ ارشاد فرمائینگے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے تشریف لانے پر الحکم کے اجراء کا کام ان کے سپرد کر دیا اور یہ بھی فرمایا۔ کہ **ایک ہزار روپیہ تو ابھی لو۔**

چنانچہ اس کے بعد دو ہفتہ کے اندر الحکم جاری ہو گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی مروت وسیع تھی اور اسلئے نہایت ادب اور احترام سے وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا کرتے تھے۔ انہوں نے روپیہ کا مطالبہ تو نہ کیا۔ پہلا کام

الحکم جاری کرانے کا کیا!

چنانچہ الحکم اس وقت سے ابتک جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔ یہ واقعات میں نے محض اس غرض سے لکھے ہیں تاکہ احباب کو معلوم ہو جاوے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ الحکم کیلئے کیا جوش اور تڑپ رکھتے تھے۔

میں جذبات کو بھڑکانے والے الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرنا چاہتا کیونکہ حقایق شناس قوم کی یہ ہتک ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے **آخری اپیل** جو قوم سے کیا ہے وہ الحکم کیلئے **۶ ہزار روپیہ کا اپیل ہے۔** اور اپنی زندگی کے ایام میں اس چھ ہزار کے ادا کرنے کا خود وعدہ کیا۔ اور ابتدائی کام کیلئے **ایک ہزار** فوراً عند الطلب دینے کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو حکم دیا ایسی صورت میں قوم اپنی ذمہ داری کو بخوبی سمجھ سکتی ہے الحکم کی ذمہ داری اپنی جگہ بہت ہی کم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی خلافت کے ساتھ ہی الحکم کی امانت خلیفہ ثانی کو دیدی ہے۔ اور میری درخواست پر نہیں کسی اندرونی تحریک پر آپ نے ایسا فرمایا۔ جسکے نتائج اور حقایق سے میں ناواقف ہوں پس جو ذمہ داریاں الحکم کے مالی حصہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح رض اپنے ذمہ رکھتے تھے وہ عملاً حضرت خلیفہ ثانی کے سپرد کر چکے ہیں۔ مگر کیا حقیقت پسند قوم۔ فرض شناس قوم۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی قوم کی حمیت و غیرت یہ گوارا کریگی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ آخری وعدہ یہ آخری خواہش معلق رہے وہ اس مالی ذمہ واری کو دسمبر ۱۳ء کے جلسہ پر قوم کے سپرد کر چکے ہیں۔ اور اب قوم اسکے لئے ذمہ وار اور جوابدہ ہے۔ میں قوم سے بطور خود اپیل کرتا اور بار بار کرتا تو یہی میرا حق تھا۔ لیکن واقعات نے صورت بدل دی ہے۔ میں قوم سے اسکے امام اور خلیفہ

کے وعدہ کا ایفا چاہتا ہوں۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ سعادتمند روحیں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اس اپیل کا عملی جواب دینے کیلئے مالی قربانی کریں گی۔ وہ اسکی روح کو فردوس بریں میں بھی خوش کرینگی۔ میں نے ان واقعات کو اسی خیال سے قوم کے سامنے رکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ احسان شناس قوم اپنے مرحوم امام کی اپیل کا اسکی وفات کے بعد بھی اس کشادہ دلی سے جواب دے جیسے وہ اس کی زندگی میں دیتی تھی۔ کیونکہ اخلاص اور محبت کا یہی تقاضا ہے پس اگر تمہاری محبت اور غیرت کی حسیں مر نہیں گئی ہیں اور یقیناً زندہ ہیں اگر احسان شناسی تمہاری فطرت میں ہے اور ضرور ہے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والو **نور الدین کی صدائے گور کو سنو اور**

الحکم کا چھ ہزار روپیہ کا مطالبہ دیدو۔

ابتدائی اخراجات کیلئے تو ایک ہزار کی فوری ضرورت ہے پس سب سے اول میں ایک سو آدمیوں کے سامنے **نور الدین کے وعدہ کے ایفاء کیلئے دست سوال دراز کرتا ہوں کہ انمیں کا ہر ایک دس دس روپیہ بھیجدے برادران یہ میرے اور** آپ دونوں کے امتحان کا وقت ہے الحکم زندہ رہیگا۔ اور انشاء اللہ ضرور رہیگا۔ مگر مبارک وہ ہونگے وہ لوگ جنکے اموال اسکی زندگی کیلئے کام آئیں گے کیونکہ

حضرت خلیفہ ثانی کو بھی دعا کیلئے تحریک ہو گی!

میرا یہ اپیل صرف ایک ہزار فوری مطالبہ کیلئے ہے ہر ایک انجمن جو حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی بیعت کے بعد خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر چکی ہے اس فوری ضرورت کیلئے پچاس پچاس روپیہ بھی دیدے تو بیس انجمنیں ہی اس ضرورت کو پورا کر سکتی ہیں۔ بہر حال میں تمام ان احمدی انجمنوں اور خریداران الحکم کو جو حضرت خلیفۃ المسیح کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کے دامن سے وابستہ ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس چھ ہزار کو پورا کریں اور اس میں سے ایک ہزار نقد ادا دیں۔ اور یہ موقعہ نہ آنے دیں۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی اس کے لئے خود اپیل کریں؟ تمہاری غیرت اور محبت کا اب یہ تقاضا نہیں ہونا چاہیئے کہ

تم انہیں اپیل کیلئے آمادہ کرو

میں یہ بھی کہدینا چاہتا ہوں کہ الحکم کا مالی انتظام کلیۃً حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں حضرت مغفور دے گئے ہیں۔ ہر ایک روپیہ جو الحکم کی اعانت کیلئے آتا ہے یا آئیگا۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اور یہ دعا کیلئے بہتر ذریعہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ آخر میں پھر ایکبار کہنا چاہتا ہوں کہ میں قوم سے یہ **چھ ہزار روپیہ کا مطالبہ** محض اس بنا پر کر رہا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اس ضرورت کو آپ تمہارے سامنے پیش کیا۔ اور وعدہ کیا کہ میں دیتا ہوں۔ تمہاری ارادت تمہارا ولی تعلق اجازت نہیں دیسکتا کہ

"تم یہ چھ ہزار نہ دو!"

دو اور جہاں سے جی چاہے دو۔ میں تو اسے اپنا صحیح اور جائز مطالبہ سمجھتا ہوں۔ میں

ایک ہزار فوراً دو

اور باقی بھی دسمبر تک پورا کرو۔ تاکہ سالانہ جلسہ پر یہ مطالبہ باقی نہ رہے۔

تمام رقوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے نام بھیجو"

اور میں تو اس شعر کا مصداق ہوں ع

بناکر فقیروں کا ہم بھیس اے غالب!
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں!

کلماتِ طیّبات یا حضرت فضل عمرؓ کے ملفوظات

(بقیہ دربار شام ۹ - اپریل ۱۹۱۴ء)

خاتم النبیّین

فرمایا :- پھر کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تو خاتم النبیّین آیا ہے آپؐ کے بعد پھر کوئی نبی کیونکر آسکتا ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کوئی ایسا نبی آیا جو اس مہر نبوت کو توڑتا ہو - یہ نبوۃ جو حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی ہم پیش کرتے ہیں یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے - کیا یہ سچ نہیں کہ قرآن مجید ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور بعثت کا ذکر ہے - جہاں فرمایا - وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ اور کیا ایسا اعتراض کرنے والے یہ نہیں مانتے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے جب یہ کھلی ہوئی بات ہے تو اسپر اعتراض کیسا ؟ پھر میں کہتا ہوں کہ توراۃ میں تو لکھا تھا کہ یہ شریعت قیامت تک رہے گی اور مسیح نے بھی آکر کہا کہ میں ایک شوشہ بھی توریت کا منسوخ نہیں کرسکتا - تو کیا توریت کے بعد سلسلہ ہدایت کا بند ہوگیا ؟ اب توریت کی اس شریعت اور اس وعدہ کو ہم الیوم اکملت لکم دینکم کے مقابلہ میں رکھکر کہیں گے کہ وہ وعدہ الٰہی اپنی جگہ پر درست تھا اسکی تکمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی جبکہ کمالات نبوۃ کا اتمام ہوا - غرض جب تک تشریح نہ کیجاوے انسان مشکلات میں پڑتا ہے - جو لوگ نبوۃ کی بحث کرتے ہیں - وہ حقیقت سے واقف نہیں ہوتے - ایک طرف تو لفظ پرستی کرتے ہیں - اور دوسری طرف پھر لفظوں کی پرواہ نہیں کرتے !

غور کرو جو نبی بھی دنیا میں آیا اس کو رسول کہا ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کہا - مگر کیا وہ رسالت یا نبوت برابر کی شان رکھتی ہے ؟ پھر حضرت مسیح موعود پر جب خدا تعالےٰ کی وحی میں نبی کا لفظ بولا گیا تو اعتراض کیوں ہوتا ہے - جو معیار وہاں ہے وہی یہاں ہے ؟ ہاں ایک فرق ہے - اور وہ خود خدا تعالےٰ کی وحی نے ہی کر دیا ہے - کل برکتہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم یہ نہیں کہا کہ کل برکتہ من موسیٰ ؟

پس پہلے الفاظ میں فرق ہوگیا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام ایک شاگرد - شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر ہی ہوجاوے یا بعض صورتوں میں بڑھ ہی جاوے مگر استاد ہر حال استاد ہی ہے - اور شاگرد شاگرد ہی ہے ؟

خوب سمجھ لو کہ محض رسالت کے لحاظ سے مسیح موعود موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں فرق نہیں - لیکن عہدہ اور مراتب کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آقا محسن اور مخدوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے خادم - شاگرد - اور غلام ہیں - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے شاگرد اور غلام ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت کی دلیل اور نشان ہیں -

الہام - رسالت اور نبوۃ کے لفظی اطلاق کی وجہ سے سب کو ایک ہی کہا - مگر حقیقت مدارج کے لحاظ سے ایک کو معلم اور دوسرے کو شاگرد کہا -

میں اور بھی کھولکر بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عکس اور سایہ ہیں - آئینہ کے مقابلہ میں جب کوئی خوبصورت شکل ہو تو وہ آئینہ میں ہو بہو نظر آتی ہے - اور اس اصل اور عکسی تصویر میں کچھ فرق بھی نہیں ہوتا - مگر پھر دیکھو اسکی مستقل ہستی کچھ بھی نہیں - وہ ذرا سامنے سے ہٹ جاوے تو وہاں کچھ بھی نہ ہوگا - پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں نمایاں ہوا ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک حقیقت ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام آپکے مقابلہ میں ایک مجاز - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصل ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام اس کا عکس یا ظل ہیں اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلا جاوے - تو اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں رہتی - اور اگر ماتحت اور کامل متبع ہو تو پھر سب کچھ ہوجاتا ہے

فنافی الرسول

کسی نے کہا کہ کیا یہی مقام فنافی الرسول ہے ؟ فرمایا یہ غلط ہے فنافی الرسول کیا ہوتا ہے یہ تو بقاء بالرسول ہوتا ہے - فنافی الرسول ادنےٰ درجہ ہے !

شرعی نبی

کسی نے عرض کیا کہ اربعین میں لکھا ہے کہ میں شرعی نبی ہوں - کیونکہ میرے الہامات میں بھی امر اور نہی ہیں - فرمایا :- اس میں بھی وہی بات ہے - جو اصل اور ظل میں ہے - جیسے آپ کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت ہے - ویسے ہی آپ کی شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے - مستقل طور پر تو آپ کچھ بھی نہیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوگا تو وہ لے آئیگا - اب مسیح موعود ثریا سے ایمان لانے والا ٹھیرا اگر یہ وہی ایمان ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالذات سے ایمان کے دینے والے تھے اور مسیح موعود علیہ السلام اس ایمان کو ڈھونڈ کر لانے والے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی تشریح حضرت صاحب کے اس الہام میں بہت صاف ہے - کل برکتہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود شاگرد -

یہ بالکل سچی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قرآن مجید بالکل اٹھ گیا تھا - مسیح موعود اسے پھر لایا ہے جو شریعت گم ہوگئی تھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر لا کر دی -

انبیاء کا کام خدا تعالےٰ کے ساتھ دلی تعلق پیدا کرنا ہوتا ہے - یہی مسیح موعود نے کیا اور ایک جماعت کو خدا تعالےٰ پر ایمان پیدا کرا دیا -

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو حفظ مراتب نہیں کرتے - اگر اس قسم کی باتوں کو مدنظر رکھا جاوے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کرم خاکی ہوں نہ آدم زاد ہوں ‘‘ تو پھر ایسے نادان تو کہیں گے کہ آدمزاد انسان گناہ بھی گناہ ہے اور بالآخر مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر بھی زد ہوگی - کیونکہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے :-

’’میں تو نالائق بھی ہو کے پاگیا درگاہ میں بار‘‘

ایسے احمق کہیں گے - کہ حضرت صاحب خود اپنے آپ کو نالائق کہتے ہیں - ہم اس کے خلاف کیوں کہیں تو یہ سخت بے ادبی اور گستاخی ہوگی - حفظ مراتب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے اور ادب کو چھوڑنا نہیں چاہیئے الطریق کلہ ادب - جو شعر وہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ہے میں چیز کیا ہوں - اس کو بھی تو انہوں نے نہیں سمجھا اگر وہ غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اس میں حقیقت موجود ہے اور اس سے تصدیق پائی جاتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکے الہامات کو پڑھکر ایک نادان کہہ سکتا تھا - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اسلئے آپ نے فرمایا - میری تو کوئی ہستی اس پاک وجود کے بالمقابل نہیں ہے - اور پھر یہ بھی بتادیا کہ میری شان جو کچھ بھی ظاہر کیگئی ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی تجلی اور [illegible] ہے اور اسطرح پھر اپنے آپ کو مظہر اتم ثابت کیا جیسا کہ اس طرح پر

یک قطرہ ز بحر کمال محمد است + اور خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

کی تشریح سمجھ لو ‘‘

چونکہ شاگرد کو استاد کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے اسلئے استاد کی اولاد بھی عزیز اور محبوب ہوتی ہے - مگر جن کو استاد کیساتھ ہی کوئی تعلق نہیں وہ اس کی اولاد کے ساتھ کیا تعلق رکھ سکتے ہیں -

پس مسیح موعود جو کچھ کہتا ہے وہ محبت کے جذبہ میں کہتا ہے - آپ تو اپنے محبوب کے در و دیوار بھی پسند اور پیارے ہیں اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ کہنے والا در و دیوار سے بد تر ہوگیا +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور

فرمایا :- قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور ہوں گے - اور آپ دو مرتبہ تعلیم دیں گے - جیسے فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منہم الآیۃ اور اسی کے ساتھ فرمایا و آخرین منہم لما یلحقوا بہم اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ و آخرین منہم والا گروہ وہی ہے جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا - اور حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو برکتیں صحابہ پر نازل ہوئی تھیں وہی برکات انسان میری اتباع سے بھی پاسکتا ہے چنانچہ حضرت صاحب کو بھی یہ الہام ہوا - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اور حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا یہ بھی اتباع ہے - حضرت صاحب نے یہ جو فرمایا کہ کوئی برکت اور فیض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نہیں ملسکتا - اور آپ گویا کامل اتباع نبوی کے ایک کامل نمونہ تھے معجزات محمدیہ کا ایک ثمرہ تھے -

حضرت صاحب نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے آنے کے ساتھ پہلے نبیوں کو زندہ کرے گا - اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا - اسلئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حضرت صاحب کے ماننے کے بغیر نبوت ثابت ہی نہیں ہوتی - اگر کوئی کہے کہ قرآن شریف معجزہ ہے تو یہ معجزہ بھی تو مسیح موعود کے لئے زندہ ہوا - قرآن مجید نے جو دعوے کئے تھے انکا عملی ثبوت اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہی ملا - مثلاً قرآن مجید کہتا ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں - اب حضرت مسیح موعود نے عملی طور پر دکھا دیا کہ خدا انکی دعائیں قبول کرتا ہے قرآن مجید نے بتایا انا لننصر رسلنا والذین امنوا الآیۃ حضرت صاحب کی نصرت ہوئی اور اس نصرت نے ثابت کیا کہ اللہ تعالےٰ اسطرح نصرت فرماتا ہے پھر قرآن مجید میں مومنوں کے غالب رہنے کا ایک نشان بتایا حضرت صاحب کو ہر مقابلہ پر غالب کیا - غرض نہ ایک نشان کیساتھ بلکہ ہزاروں تائیدوں اور نشانوں کے ذریعہ قرآن مجید کی سچائی ثابت کی اور اسی ثبوت پر تمام انبیاء کی رسالت اور نبوت اس زمانہ میں ثابت ہوئی

جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں نیاز نامہ

نمبر (۲)

مولانا! صاحب بڑی خوشی ہوئی کہ میرا پہلا عریضہ اخبار کے ذریعہ آپ تک پہنچ گیا اور جماعت نے بھی اس کو توجہ سے پڑھا - میرا خیال ہے کہ آئندہ پیغام کے ذریعہ یہ کوشش نہیں کیجائیگی کہ پرانی اور وقتی باتوں کو پیش کیا جاوے کیونکہ اس میں بڑی دقت پیش آئیگی - لیکن محترم مولانا! یہ کیا ستم ہوا اور آپکے دیکھتے ہوئے ہوا کہ آپ کی نسبت مجدد دین کا الہام شایع کیا گیا - کیا آپ جسقدر عرصہ قادیان میں رہے آپ نے حضرت مسیح موعود سے اپنی نسبت یہ الہام سنا تھا؟ اگر نہیں سنا اور دیکھا تو آپ کی غیرت اور تقویٰ نے کیوں پسند کیا کہ آپ پیغام کے ذریعہ اس غلط فہمی نہیں غلط بیانی اور افترا کا جو مسیح موعود پر کیا گیا ہے رد نہ کریں اب مجھے امید ہے کہ آپ ضرور یہ کوشش کرینگے (۲) مولانا اس امر میں آپ میرے ساتھ بلکہ کل جماعت کیساتھ متفق ہونگے کہ حضرت مسیح موعود یا خلیفۃ المسیح کو ہمنے محض اس وجہ سے قبول نہیں کیا تھا کہ فلاں ایم - اے یا بی - اے نے اس کو قبول کیا تھا - بلکہ حق سمجھکر اور حق یقین کرکے ہم ان کے ساتھ تھے اسلئے اگر آپ یا کوئی اور خلافت راشدہ کا انکار کرے تو محض آپ کی شخصیت ہمارے لئے سنگ راہ نہیں ہوسکتی - اور آپنے دیکھ بھی لیا کہ جب آپ کی آواز حق کے خلاف اٹھی تو لوگوں نے اُسے محض ناقابل التفات سمجھا اور آپکو معلوم ہوگیا کہ اس آواز میں کتنی کشش باقی ہے (۳) مولانا آپ نے جماعت کی روحانیت اور اخلاص کا اندازہ غلط کیا تھا - جبکہ آپنے مسجد نور میں کھڑے ہو کر کہا کہ میرے ساتھ یہاں سے ایک جماعت نکلے گی مگر آپ نے دیکھا کہ آپکا یہ ارشاد بالکل خلاف واقعہ تھا - آپنے کہا تھا کہ مجھ سے اگر مسجد کی چاردیواری کتنی کیجئے بھی لیجا دے تو میں حاضر ہوں - مگر آپنے تو بتادیا کہ آپ اپنی مرضی کے خلاف حق سننے کی طاقت نہیں رکھتے - میں جانتا ہوں کہ آپ پر غضب آ جاتا ہے اور ضبط کی طاقت آپ میں نہیں - آخر انسان ہیں انسانی کمزوریاں بری نہیں - اپنی طبیعت کے خلاف ذراسی بات ہونے پر آپ رد کر دیتے تھے مگر یہانتک مجھے امید نہ تھی اگرچہ یہ سچ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد میں بھی آپنے ایک مرتبہ چھوڑ دینے کی دھمکی دی تھی اور خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا تھا وہ آپ کو خوب یاد ہوگا باوجود ان باتوں کے میں نہیں سمجھتا تھا کہ آپ بچوں کیطرح ضد کرینگے یہ آپ کے وقار کے خلاف ہے - (۴) مولانا مینے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مضمون میں یہ بات بڑے تعجب سے پڑھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم نے جب بیعت لینا منظور کرلیا تو دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا اور پھر بھی بعض حضرات کے نام لیکر کہا کہ اگر ان پر جماعت متفق ہوتی تو میں بھی خوشی سے انکی بیعت کرلیتا - اور پھر فرمایا کہ جن لوگوں کو میرے ساتھ عقاید میں اتفاق ہو وہ بیشک میری بیعت کرسکتے ہیں اور جن لوگوں کو اتفاق نہو وہ نہ کریں "مولانا آپ تو قادیان میں موجود تھے کیا ڈاکٹر صاحب کی تائید کرسکتے ہیں - اور اگر آپ حق کی تائید کرینگے لئے لئے ہی دلیر ہیں جیسا کہ آپ ظاہر کرتے ہیں - تو کیا آپ پیغام میں یہ لکھنے کی جرأت کریں کہ **ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ افترا کیا ہے** اور یا آپ انکی اس تحریر یا حضرت خلیفۃ المسیح کی کسی تقریر سے جو اس موقعہ پر کیگئی اور چھپی ہوئی موجود ہے ثبوت دے سکتے ہیں - مولانا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تار کا مضمون سنانے میں جو غلط کارروائی کی وہ پہلے ہی انپر ایک بوجھ تھا - اور اب یہ ایک اپنی پوزیشن سے گری ہوئی بات کہدی - لوگ منتظر ہیں کہ دیکھیں پاک ممبر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں یا اصرار؟

مولانا! ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سے اس کاغذ کا پتہ پوچھا جسکا ذکر انہوں نے اپنے مضمون میں کیا - آپ کے عسر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے اس فہرست کو مانگا جو نصف سے زیادہ لوگوں کی ان کے پاس تھی - مگر ابتک تو انہوں نے اپنی ان باتوں کا ثبوت نہیں دیا - آپ کیوں ان کے بیانات کی تردید نہیں کرتے - مولانا آپ نے جو کفر و اسلام کی بحث کی ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپنے ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب سے اس مسئلہ میں فیض حاصل کیا ہے اور آپ کو ان سے کچھ مناسبت بھی ہے کیونکہ اس بات کے ماننے میں ہمیں کوئی تامل نہیں کہ خواہ تجارتی اصول پر ہی سہی مگر ڈاکٹر عبد الحکیم نے اور نیز بطور پر بلا معاوضہ کے سلسلہ کی خدمت کی اور قرآن مجید کا اردو اور انگریزی ترجمہ شایع کردیا - اور آپ دو سو روپیہ ماہوار سے زاید روپیہ لیکر یہ کام کرتے رہے ہیں - اور ابتک کر رہے ہیں انہوں نے اپنے خرچ اور لاگت سے چھپوایا - آپ کا ترجمہ قومی روپیہ اور چندہ سے شایع ہو گا - ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے تنہا یہ کام کیا مگر آپ کی مدد کیلئے ایک عارضی شاخ کھلی ہے - غرض ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے ایک خادم تھے مگر انہیں بھی یہی ابتلاء کفر و اسلام کا پیش آیا - اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے انہیں خارج کردیا باوجودیکہ وہ مسیح الزمان ہی کہتا رہا لیکن حضرت اقدس نے اسکو الگ کردیا - بد قسمتی سے اب وہی کفر و اسلام کی بحث آپ نے چھیڑی ہے مولانا! ہیں ذیل کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں کیا آپ فرق کرکے دکھا سکتے ہیں - کہ آپ میں اور ڈاکٹر میں کیا فرق ہے؟

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے مطالبات اور مولوی محمد علی کے خیالات

(عبد الحکیم) اول یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے اور ہمیں صریحاً کافر کہتے ہیں انکے ساتھ تو بیشک نماز نہیں ہوسکتی مگر جو لوگ ہمیں صریحاً کافر نہیں کہتے ان تمام کو کافر نہ سمجھا جاوے بلکہ حسن ظنی سے کام لیا جاوے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دیجاوے تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہوسکے (ذکر الحکیم نمبر ۲- نمبر ۳) (مولوی محمد علی صاحب) اتنی جرأت نہ کرو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دو - تمہارا سلسلہ اس سے نہیں پھیلے گا - بلکہ اس سے سخت روک ہو جائیگی (اعلان ضروری صفحہ ۱) ایک گروہ وہ ہے (مولوی محمد علی گروہ) جو غیر احمدیوں کو سوائے ان کے جنہوں نے خود مسلمانوں کو کافر کہا کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں یہ گروہ اس عقیدہ کو خود اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے ہلاک سمجھتا ہے (پیغام ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء) (عبد الحکیم) کیا تو وہ وقت تھا کہ آپ مولویوں پر طنز کیا کرتے تھے کہ وہ کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں اور قول امام نقل کیا کرتے تھے کہ جس شخص میں ۹۹- اجزا کفر کے ہوں اور ایک جزا اسلام کا اسکو بھی کافر نہیں کہنا چاہئیے - میں اس تعلیم پر قایم ہوں اور آپ اس سے مرتد ہو گئے ہیں (یہ مرتد ڈاکٹر حضرت مسیح موعود کو کہہ رہا ہے ایڈیٹر) (مولوی محمد علی صاحب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین پر بار بار یہ الزام دیا کہ اگر تمہیں ۹۹ وجوہ کفر کے اور ایک وجہ اسلام کی معلوم ہو تو پھر بھی کسی کو کافر نہ کہو اب ہم خود اس الزام کے نیچے نہ آویں (اعلان ضروری صفحہ ۱۶) (عبد الحکیم) میں آپ کو مسیح الزمان مانتا ہوں آپکے الہاموں کو مانتا ہوں آپ محض ایک تمثیلی نبی ہیں اور بس - اس سے زاید غلو ہے (صفحہ ۱۴) (مولوی محمد علی صاحب) دوسرا گروہ جزوی اور ظلی (نبی یقین کرتا ہے ایڈیٹر) اور یہ دوسرا گروہ خیال کرتا ہے کہ غلو کا نتیجہ مہلک ہو گا اور سلسلہ کی بنیاد غلط اصول پر پڑ جاویگی (تقریر مولوی محمد علی صاحب مندرجہ پیغام ۱۳- مارچ ۱۹۱۴ء) الیس فریق اول کے خیالات کی تردید از بس ضروری ہے"

یہ موازنہ بہت لمبا ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ اگر ضرورت پڑی تو اسے پھر کسی وقت بیان کردونگا - مولانا اب آپ ہی بتائیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان سے بڑھ کر آپنے کیا پیش کیا ہے - ہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیسے اب ہمارے روٹھے ہوئے بھائی اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہیں خود ڈاکٹر عبد الحکیم نے بھی پہلے یہی سلسلہ شروع کیا تھا - کہ میں نے حضور کی تائید میں جو ناچیز خدمت کی ہے وہ یہ ہے کہ قریباً ۲ ہزار روپیہ صرف کرکے قرآنی تفاسیر اردو و انگریزی میں شایع کیں جن میں حضور کے متعلق تمام تائیدی مضامین جو مختلف کتابوں میں شایع ہوئے موقعہ بموقعہ درج کردیئے ہیں" - اسقدر مصارف کثیر کے واسطے کوئی چندہ بھی طلب نہیں کیا بلکہ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے کھانے میں ہر طرح سے حتی الامکان تنگی کرکے اپنی تنخواہ اور مفید عام کی آمد سے یہ کام کیا" ایسی حالت میں قابل غور سوال یہ ہے کہ وہ نیا نکتہ معرفت کونسا ہے جو ہمیں سوجھا ہے ایں شنید وہ تو یہ باتیں ڈاکٹر عبد الحکیم بھی کہہ چکا ہے اور اس نے حضرت مسیح موعود کو لکھیں تھیں - مال ڈاکٹر کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکی وسعت خیالی کا قائل تھا - چنانچہ لکھتا ہے:-

"یہ جو تجاویز انشراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شایع کی تھی - کہ ریویو آف ریلیجنز میں عام اسلامی مضامین شایع ہوا کریں اور خاص مضامین جو آپ کی ذات سے متعلق ہیں وہ ایک علیحدہ ضمیمہ میں شایع ہو جایا کریں اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جلدی اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے اور قرآن مجید کی رو سے مدار نجات بھی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہی ہیں" اور اب آپ نے اس عالی ظرفی کا ثبوت دیدیا - کہ کہدیا قل اللہ ثم ذرھم - اللہ مو اکرچھوڑ دوسرے سالت تو دور کی بات تھی اعمال صالحہ سے بھی چھٹی ہوئی - یہ قرآن مجید کے وہ معارف ہیں جو لا یمسہٗ الا المطہرون کے استثناء کے نیچے آکر کھلے ہیں - مولانا بیشک آپ کو برا معلوم ہوتا ہے مگر ایسے خیالات باطلہ کی تردید ہمیں کرنی پڑتی ہے - مگر جیسے آپ حق کیلئے خلافت سے علیحدہ رہنا ایک حق سمجھتے ہیں اور اس کا دوسروں کو وعظ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایک تفرقہ پیدا ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے؟ تو پھر ہمیں ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی - کہ خواہ مخواہ آپ کو اشاعت باطلہ کا موقعہ دیا جاوے اور اتنی اخلاقی وسعت دکھائیں - جو سلسلہ کے خلاف سننے میں بے حمیتی پیدا کرے - آپ اگر چاہتے ہیں کہ آپکی مخالفت نہو تو آپ کو خود خاموش ہو جانا چاہئیے - اور اپنے دوستوں کو بھی یہی تعلیم دینی چاہئیے ورنہ یہ سلسلہ آپنے پیدا کیا ہے البادی اظلم کے مصداق آپ ہوں گے" مولانا! یہ عریضہ پھر لمبا ہو گیا معافی چاہتا ہوں باقی پھر عرض کرونگا - انشاء اللہ العزیز"

مولوی صدر الدین صاحب کا خط

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں ایک آدھ دن کے لئے قادیان میں آیا تھا - کہ چارج دے جاؤں - ایک خوشخبری سکول کے متعلق جسکو انسانی نگاہ میرے قیام کے ایام کی آخری خوشخبری کہہ سکتے ہیں - سلسلہ عالیہ کے اصحاب کیلئے درج اخبار کرکے ممنون کریں -

یہ اس سال کے سالانہ امتحان کے نتیجہ پر **چار سو روپیہ ماہوار کے قریب امداد سرکاری منظور ہوئی ہے پچھلے سال سو ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب زیادہ ہے - فالحمد للہ رب** العالمین - چار سو روپیہ کی امداد سرکاری اور چار سو روپے ماہوار فیس آتی ہے - مدرسہ کی بنیاد خدا کے فضل سے مستحکم ہے - یہ روپیہ ماہوار خرچ سے بڑھ جاتا ہے کسی قسم کا اندیشہ مدرسہ کو نہیں ہے امید ہے یہ نوٹ اصحاب سلسلہ عالیہ کی تشویش کو دور کرنے والا ہو گا -

(خاکسار صدر الدین ۲۷- اپریل ۱۹۱۴ء)

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ اور پیغام پر اظہار نفرت

میں نے چاہا تھا کہ اس سلسلہ کو بند کردوں اور اب بھی پسند نہیں کرتا کہ اظہار نفرت کے خطوط کو چھاپنے کا سلسلہ جاری کروں۔ لیکن خطوط اسقدر کثرت سے آرہے ہیں اور اس تائید سے آرہے ہیں اور اس تاکید سے آرہے ہیں کہ میں مجبور ہوتا ہوں۔ میری دانست میں عملی اظہار نفرت جو شروع ہؤا ہے یہ بہترین علاج ہے۔ پیغام نے جس مقصد کو زیر نظر رکھکر اپنے اجراء کا اعلان کیا تھا۔ وہ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ وہ بالکل خیالی اور دل خوش کن تھا۔ اس اخبار کی غرض محض جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا تھا یہ الزام دوسروں کو دیتا تھا۔ خود اسی کا شکار ہو گیا۔ جماعت کے سمجھدار افراد نے اس کو سبق دینے کا بہترین طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اسے بند کر رہے ہیں اور حقیقت میں کیا ضرورت ہے کہ قوم اپنا روپیہ گالیاں سننے پر خرچ کرے۔ پس جو لوگ نفرت کے خطوط بھیج رہے ہیں وہ اب اس طرف توجہ کریں۔ اور عملی اظہار نفرت کریں۔

(۱) کپور تھلہ ایجنسی میں ۲۵ پرچے پیغام کے جاتے تھے بند ہو چکے ہیں

(۲) صوبہ بہار کے احمدیوں نے پیغام کو بائیکاٹ کر دیا ہے۔

(۳) موٹر یمونٹ ڈپو سے ڈاکٹر یعقوب خان صاحب لکھتے ہیں کہ پیغام کو لکھدیا ہے کہ میرے نام اخبار بند کر کے بقایا قیمت واپس کرو۔

(۴) اندور سے میاں حمید اللہ داللہ رکھا احمدیان لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کے ضروری اعلان سے سخت رنج ہؤا ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے۔ دریا میں ڈالدیں یا واپس کریں

ایک خط بنام مولوی محمد علی صاحب

بخدمت جناب مولٰنا مولوی محمد علی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلب و ایجاب باقوال تو یک جا دیدم * جمع اضداد باحوال تو پیدا دیدم *

کیا ریویو آف ریلیجنز کا نامور ایڈیٹر اور قرآن مجید کا مشہور مترجم و مفسر اسلامی حواس خمسہ آپ کے خیال میں ایسی مضحکہ خیز باتیں کر سکتا ہے؟ (بار اول) خلافت قایم ہؤا۔ خلافت کے بغیر چارہ نہیں۔

بغیر خلیفہ قوم کی ہستی معدوم! بے خلیفہ اتحاد محال! بعیت سب پر واجب! ہم خلیفہ کے مرید ہیں۔ خلیفہ کا اتباع ضروری ہے۔

(بار دوم) خلافت قایم نہ ہو! خلافت کے بغیر انجمن کام کر سکتی ہے خلافت جائز نہیں۔ خلافت کی ضرورت نہیں۔ بیعت کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ کا وجود ترقی کا مانع ہے۔ ہم خلیفہ کے مرید نہیں ہو سکتے خلیفہ ہرگز نہ ہو۔ پھر خلیفے بہت ہوں۔ اچھا چار خلیفے ہوں۔ اچھا بیں بھی! (ایک اور سین) محمود خلیفہ نہ ہو۔ اچھا وہ بھی خلیفہ ہو! خلیفے بیعت ضرور لیں! ہم بیعت نہیں کرتے (ایک اور سین) انجمن بیعت نہیں لے سکتی! خلیفے خدا بناتا ہے۔ اچھا انجمن خلیفے بناتی ہے۔ بیعت لینے کی اجازت دیسکتی ہے ؎

زعشوہ ہائے حوادث فتنہ ہا بپا کردی * بنازِ لاؤ نعم از خودم جدا کردی *

ثبوت خلافت کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ نے آیۃ استخلاف کا حربہ اگرچہ بپاسخاطر شیعان یا بخوف ماہران تاریخ توڑ ڈالا ہے۔ اور عمل صحابہ کو قانون مختص الزمان کے ماتحت کر دیا ہوگا۔ مگر عملاً مان لیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بحالت ثبوت خلافت عدم اطاعت کا سامان کیا بنایا ہے۔ آنحضرت صلعم طاعۃ در معروف کا اقرار لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ اس اصل پر بیعت کر کے بھی آپ کو خلیفہ کے ساتھ اختلاف کا اختیار باقی تھا۔ مگر آپ تو سرے سے اس راہ پر قدم زن ہوئے۔ خلیفہ نے بھی جب طاعت در معروف کی شرط لگا دی تھی۔ تو وہ آپکے لئے بھی بلا شرط خلیفہ نہ تھا۔ آپ بیعت تو کر لیتے اور تمام متخلفین کا بوجھ تو اپنے تو اپنے سر پر نہ لیتے۔ اور اس بیعت کا مصداق نہ ہوتے۔ شعر۔

چو آہن سوئے مقناطیس اگر خلقے بتو آید * چو سنگ یا بغض الحل جی جہد از کہ بگریزم۔ والسلام (خاکسار غلام احمد از اوچ)

اپنوں سے الگ ہونے کا انجام

وطن لکھتا ہے کہ: ”شیخ رحمۃ اللہ صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ و ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اسسٹنٹ سرجن صاحبان لاہور جو اپنے اور زمیندار وکامریڈ وا لہلال کے محب خاص خواجہ کمال الدین وکیل کی کوشش کی تائید میں ایک تبلیغ اسلام فنڈ پر قناعت نہ کر کے اپنی جماعت احمدیہ کے حصہ کثیر سے الگ اور بانی مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے فرزند مرزا بشیر الدین صاحب کی خلافت سے علیحدہ ہو کر پھر ایک اور نیا فنڈ اشاعت اسلام کھولتے ہیں سنا لیگا ایسی بے اعتنائی نہیں برت سکتے کیونکہ وہ زمیندار ترکش ریلیف فنڈ ٹرسٹ کے سرکردہ ممبر ہیں۔ اور انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی سرکاری رپورٹ سے جو صورت حال ظاہر ہوئی ہے اس کے متعلق جب تک وہ کوئی اطمینان بخش کیفیت دنیا کو نہ بتا سکیں۔ ان کے دو تازہ فنڈ شاید ہی فروغ پا سکیں گے ہاں یہ دیکھکر کہ نئے حالات کیوجہ سے بہرحال ان کے جدید فنڈوں کے اب چندال سرسبز ہونیکی کوئی امید نہیں جو پہلے مل چکا سو مل چکا۔ وہ بھی چپ رہیں گو دوسری بات ہے۔ کیونکہ جہاں تک پایا جاتا ہے معتقدان خلافت بشیری جنکی تعداد اب اپنے بہاری ہو گئی ہے ڈاکٹر صاحبان اور ان کے رفقاء کے فنڈوں میں شاید ہی ایک حبہ کبھی چندہ دیں۔ ادہر عام مسلمانوں کی آنکھوں سے بھی طلسماتی پٹی کھل گئی ہے انہیں مذہب کی محبت اشاعت اسلام پر روپیہ خرچ کرنے کی تحریک کریگی۔ اور وہ نظارۃ المعارف قرآنیہ دہلی جماعت علمائے دیوبند۔ انجمن تبلیغ اسلام علیگڈھ کو چھوڑ کر ان معدودے چند افراد کے فنڈوں کیطرف کیوں مایل ہونگے جو سالہا سال سے مسلمانوں کے جنازہ تک میں شامل ہونے اور کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے سے محترز ہے اور اپنوں سے بھی آخر یہ سلوک کیا کہ

اپنے پیر و مرشد کے بیٹے اور جماعت کے اکثر سرکردہ بڑے بوڑہوں سے الجھ پڑے۔“

ہمارا ہائی سکول بدستور رونق پر ہے

ماسٹر صدر الدین صاحب نے خواہ مخواہ غلطی پھیلائی ہے کہ میرے جانیکی وجہ سے لڑکے سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں۔ آج اس بارے میں ایک مراسلت شایع کیجاتی ہے۔ سکول کو خدا نے نہایت اعلےٰ اسٹاف دیا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی موجود ہیں۔ اور عنقریب ایک اور بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بھی آ پہنچیں گے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۰- اپریل ۱۹۳۱ء کے فضل میں ”تعلیم الاسلام بدستور رونق پر ہے“ کی سرخی والا مضمون نظر سے گذرا۔ میں چونکہ دفتر سکول میں کام کرتا ہوں اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ عوام کو غلط فہمی سے بچانیکی خاطر ابتدائے ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۱ء داخل و خارج کی تعداد اور موجودہ کل تعداد طلبائے ہائی سکول شایع کردوں اور ساتھ ہی یہ بھی جو کہ ماسٹر صدر دین صاحب کے بارے میں سمجھا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ آنجناب کے دارالامان قادیان کو ترک کرنے سے ہائی سکول بے رونق ہو جائیگا۔ بالکل غلط بلکہ مشرکانہ خیال ہے۔

میں تقریباً ۹ سال سے کم و بیش قادیان میں رہتا ہوں۔ دو تین سال پہلے اس سکول کا طالبعلم بھی رہا ہوں۔ اس عرصہ میں یہی دیکھتا رہا ہوں کہ سکول ہمیشہ سے ایک مسلسل ترقی پر رہے ہے۔ جناب ماسٹر صدر الدین صاحب تو پانچ ساڑھے پانچ سال سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اگر سکول کی موجودہ ترقی کا ذمہ دار صرف آنجناب کو ہی ٹھہرایا جاوے تو سخت غلطی کا ارتکاب ہوگا۔ ماسٹر صدر الدین صاحب یہاں اپنی الوداعی تقریر میں بالکل صحیح فرمایا تھا جسکا مفہوم غالباً یہ تھا کہ قادیان خدا کے مامور کا مقام ہے اسلئے یہاں کے کاموں کو انشاء اللہ ترقی ہی رہے گی۔ چاہے ذریعہ کیسا ہی معمولی سے معمولی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سکول کو بقول ماسٹر صاحب موصوف اخلاقی اور تعلیمی طور پر نہایت ہی اعلےٰ سٹاف میسر ہؤا ہے اور ترقی کا انحصار اگر اسباب پر ہی رکھا جاوے تو اسباب بھی اعلےٰ سے اعلےٰ میسر ہے۔ پس یہ کسطرح ممکن ہے کہ باوجود اعلےٰ اسباب اور سب سے بڑھکر فضل ربانی اور تائید یزدانی شامل حال ہونیکے اور پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خاص التفات ہونے کے سکول بے رونق ہو جائے۔ بلکہ میں ناظرین کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اب کے نسبتاً لڑکے **بہت تھوڑے گئے ہیں اور نسبتاً بہت زیادہ لڑکے آئے ہیں۔**

یہاں پر میں یہ جتا دینا بھی ضروری جانتا ہوں کہ جسقدر لڑکے یہاں سے گئے ہیں یا جن کے والدین نے اپنے لڑکے واپس منگائے ہیں۔ آج تک کسی نے یہ وجہ نہیں لکھی۔ کہ چونکہ ماسٹر صاحب موصوف تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے سارٹیفکیٹ بھیجدو۔ ہاں ممکن ہے کہ ان چند ایک لڑکوں نے اس قسم کی وجہ ظاہر کی ہو۔ جن کے سارٹیفکیٹ ماسٹر صاحب موصوف نے خود بنانیکا حکم دیا تھا۔ اب میں وہ تعداد درج کرتا ہوں:-

اس وقت کل تعداد طلباء ہائی سکول ۲۴۳ ہے۔

ماہ اپریل ۱۹۳۱ء میں جو داخل ہوئے ۳۴۔ مارچ و اپریل ۱۹۳۱ء میں جو چھوڑ گئے ۲۷۔ ابتداء میں جو چھوڑے گئے ۵۰۔ پچھلے سال سے ۱۸۔ کم؟

بعض طلباء آئے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی داخل نہیں ہوئے سارٹیفکیٹوں کا انتظار ہے۔ والسلام

(خاکسار فخر الدین احمدی ملتانی۔ کلرک ہائی سکول دارالامان)

مراسلات

(مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ پر ریویو)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو تفرقہ انداز رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی کی زندگی میں ہی آپکی وصیت کو سنکر اور پڑھ کر مخفی طور لکھا اور چھپوا کر یوم وفات پر تقسیم کرنیکے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ چنانچہ یہ رسالہ لاہور سے شایع ہو کر ۱۳۔ مارچ کی شام کو قادیان بھیجا گیا) (دیکھو پیغام صلح نمبر ۱۰۲۔ کالم ۴ صفحہ اول) وہ آخر تفرقہ کا موجب ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ رسالہ کا قبل از وفات لکھا جانا اور معاً خبر وفات کے بعد بجائے قادیان مرکز سلسلہ کے **بعجلت لاہور سے** خارج کرانا قابل غور امر ہے۔ اس رسالہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔

ا۔ خلیفہ کی ضرورت نہیں - اسکی نسبت عرض حسب ذیل ہے

(۱) انتظام جماعت کیلئے اطاعت کا مسئلہ بڑا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے ایک شخص کو مطاع تسلیم کرنا قرآن شریف و احادیث صحیحہ و تعامل صحابہ کے بموجب ضروری ہے۔ انتظام کثرت بغیر وحدت کے نہیں ہو سکتا۔ نظام روحانی و جسمانی میں اللہ تعالےٰ نے ہر کثرت میں وحدت کو پسند فرمایا ہے اسلئے جماعت احمدیہ کیلئے بھی ایک شخص کو مطاع تسلیم کرنا لابدی ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ الوصیت صفحہ چنانچہ اس کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ مظہر اول قدرت ثانی کے تھے۔ آئندہ بھی ہونگے۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جانشین خود کا ذکر اپنی وصیت میں فرمایا (دیکھو پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے تقریر لاہور ۱۹۱۲ء میں فرمایا۔ "میں جب مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جسکو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔" برادران حوالہ جات بالا کی موجودگی میں (خلیفہ کی ضرورت نہیں) کے الفاظ کیسے بیہودہ اور بے دلیل ہیں فتدبروا

(ب) خلیفہ ہو تو مطابق الوصیت انجمن کی ماتحت ہو۔ اسکی نسبت حسب ذیل گذارش ہے۔

(۱) برادران الوصیت کا مطلب حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے بڑھکر سمجھنے کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا خواہ وہ مولوی محمد علی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم مغفور رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں "کہ وہ ہر امر میں میری اسطرح پیروی کرتا ہے جسطرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور میری رضا میں وہ فانی ہے" چنانچہ رسالہ مذکور میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض اپنے اور صدر انجمن کے تعلقات کو اسطرح ظاہر فرماتے ہیں "ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کو انتظامات پر اعتراض کرنیکے پیچھے پڑے رہتے ہیں سو تم سن لو کہ میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور میری مریدی کے رنگ میں ہیں۔ میں انکا پیر ہوں اور وہ میرے مرید ہیں وہ محبت اور اخلاص کیا ہے" میرے فرمانبردار

ہیں۔ ہم انپر حکمران ہیں جو چاہیں منوا لیتے ہیں" الخ

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بیماری میں فرمایا خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے جسکو وہ چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ تقریر لاہور ۱۹۱۲ء میں بھی ایسا ہی فرمایا اب برادران غور کرو کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض نے یہی انجمن کو خلیفہ کے تابع بیان فرماتے ہیں کیونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور انجمن خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہے؟ اسلئے انجمن خلیفہ اللہ پر حکم کرنیکی مجاز نہیں ہو سکتی۔ یہ عقدہ مولوی محمد علی نے خلیفہ اول کے وقت پیش کیوں نہ کیا؟ گویا یہ مدعا بھی مولوی محمد علی صاحب کا محض فضول ہے؟

(ج) اگر خلیفہ ہو تو احمدیوں کو اسکی بیعت کی ضرورت نہیں

اسکی نسبت یہ التماس ہے کہ بیعت تو توبہ کا اقرار ہوتا ہے۔ توبہ تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی دن بھر میں ستر بار کیا کرتے تھے پھر احمدیوں کو کیوں اقرار توبہ سے انکار ہے۔ کیا یہ بیعت ابرار ہے وحدت اور سلسلہ کی بقا کیلئے بیعت زن و مرد کی از حد ضروری ہے ملاحظہ ہو تقریر حضرت خلیفۃ المسیح رض الحکم جلد ۵ نمبر ۱۔ ۷ جنوری ۱۹۱۲ء چنانچہ الوصیت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح رض کے وقت جملہ ممبران صدر انجمن نے بیعت کی تھی اور اشخاص موجودہ اور آئندہ نئے ممبران سلسلہ کیلئے گویا یہ مدعا بھی مولوی محمد علی صاحب کا برخلاف عقل و نقل ہے

(د) اگر خلیفہ ہو تو میاں محمود نہ ہو؟ کیونکہ انکی عمر کمال انسانی یعنی ۴۰ تک نہیں پہونچی جواب ذیل پر غور کرو۔

(۱) حضرت عیسے کو ۴۰ سال سے پہلے نبوت عطا ہوئی تھی۔ اسلئے خلافت پر عمر کا اعتراض فضول ہے (۲) حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار ۲۰ - فروری ۱۸۸۶ء میں شایع فرمایا تھا "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا" ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۵۶ پر فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ذریت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہو گی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا وغیرہ تریاق القلوب میں حضرت اقدس نے ان پیشگوئیوں کو صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے حق میں ہونا بیان فرمایا ہے اگرچہ چالیس سال سے قبل خدا تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنایا ہے اور مخلوق کے دلوں کو اسکی طرف جھکا دیا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کا نشان عظیم پورا ہوا۔ (۱) دوسرا خلیفہ عمر رض تھا اور حضرت صاحبزادہ صاحب بھی خلیفہ ثانی ہوئے۔ محمود اور بشیر ثانی اور فضل عمر کا الہام پورا ہوا (۳) ۴۰ سال سے قبل خلیفہ ہونے میں حضرت مسیح سے مشابہت کا وعدہ پورا ہوا اور احمدی جماعت کیلئے دعاؤں کا موقعہ آن پہونچا کہ خدا کرے جلدی وہ دوسرے

کام بارہ جو اس مبارک وجود کی نسبت حضرت مسیح موعود کی زبانی اللہ تعالےٰ نے فرمائے ہوئے ہیں پورے ہوں۔ آمین۔ (۳) حضرت خلیفۃ المسیح رض فرماتے تھے۔ کہ اگر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الحفیظ کو امام بنا لیتے تو میں سب سے پہلے بیعت کرتا۔ اور اسکی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسے میرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا (الحکم جلد ۵ نمبر ۱ - ۷ جنوری ۱۹۱۲ء)

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح رض نے تقریر لاہور ۱۹۱۲ء میں خلافت صاحبزادہ صاحب محمود کا حق قرار دیا ہے

(۵) امام سنی کے اعتراض کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح رض کی شہادت ملاحظہ ہو۔

ایک نکتہ قابل یاد سناتے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ: - میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی ۲۲ - برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہ بات میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کیلئے کہی ہے (دیکھو بدر ۲۷ جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۹)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر مضمون بالا کے قابل غور ہیں۔ گویا یہ خواہش بھی مولوی محمد علی صاحب کی بیدلیل اور نامعقول ہے۔ باقی غیر احمدیوں کے متعلق مسئلہ تکفیر کا ذکر دیا گیا ہے وہ قوم مولوی صاحب سے دریافت کرے کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی چھ سالہ عہد خلافت میں کتنی دفعہ قوم کو آگاہ کیا۔ اور کیوں ایسے معتقدات صحیحہ کو انہوں نے پیش نہیں کیا تھا۔ یہ ہمدرد امر قوم کو بتائینگے کہ اب اس مسئلہ کو مسئلہ خلافت سے وابستہ کرنا کیا مقصد رکھتا ہے۔ قوم کے سامنے اپنے خیالات کو واتم پیش کر چکا ہے۔

باقی اعتراضات کا جواب حسب ذیل ہے (۱) موجودہ انتخاب خلافت انصار اللہ کی سازش ہے **جواب** - اس امر کے ثبوت میں جن انصار اللہ نے نامائی بیعت پہلے کی انکی کوئی شہادت خلیفہ پیش نہیں کیگئی (۲) ذریت سے قایم ہونیوالا شخص مقیم ہو گا۔ صاحبزادہ صاحب ملہم نہیں **جواب** ایک ہی پیشگوئی کے تین حصے بشیر ثانی - محمود - فضل عمر تینوں پورے ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی پورے ہونگے۔ ہم یومنون بالغیب جماعت ہیں (۳) اہل الرائے لوگوں سے انتخاب خلیفہ میں مشورہ نہیں کیا گیا **جواب** - الوصیت میں چالیس متقی شرطیہ ہیں۔ اہل الرائے کی شرط نہیں نہ ہی معترض نے اہل الرائے کی تعریف شایع کی

مؤلف مولوی محمد علی صاحب کا رسالہ خدا تعالیٰ - رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود حضرت خلیفۃ المسیح رض کی ارشادات کے سراسر برخلاف ہے اور یہ چند اشخاص کا منصوبہ معلوم ہوتا ہے جو پہلے تو تقرر خلیفہ کی عدم ضرورت کا اعلان کرتے ہیں اور پھر لاہوری علیحدہ چار خلیفہ مقرر کر چکے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے۔ برادران آپ منکرین خلافت کے اعتراضات کے جواب تقریر لاہور حضرت خلیفۃ المسیح رض پڑھ کر اور ایمان کو تازہ کرو۔ مولوی محمد علی صاحب کو ٹھوکر لگی ہے سب ملکر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو سمجھ عطا کرے اور ان غلطیاں معاف فرماوے اور ان کو حق [illegible]

Doan's
Backache
Kidney
Pills